آج اگر قومیتوں کو مٹانے والی کوئی طاقت ہے تو وہ توحید کی طاقت ہے۔اس کے سوا اور کوئی طاقت نہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23 رمئی 1997ء بمقام بیت باد کروئس ناخ۔جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (الاعراف:159)

پھر فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ جرمنی کی مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور اس اجتماع میں بعض ایسی نصیحتیں میں کرنی چاہتا ہوں جن کا درحقیقت تو کُل عالم کی جماعتوں سے تعلق ہے لیکن اس اجتماع کے حوالے سے وقت ایسا آ رہا ہے جس کے نتیجے میں مجھے بہر حال یہ اعلان کرنا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ آج اگر یہ اعلان ہو تو بہتر ہے۔اس اعلان کا تعلق توحید باری تعالیٰ سے ہے اور توحید کے دو مظاہر ہیں جو اس وقت میرے پیش نظر ہیں یعنی دونوں حوالوں سے میں آج کے خطبہ میں جماعت کو چند نصیحتیں کروں گا۔

پہلے تو اس ایک آیت کا جو بڑی آیت ہے اور ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے

ایک سے زیادہ آیات ہیں مگر سورۃ اعراف کی ایک 159 ویں آیت ہے یہ، اس میں آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ارشاد ہے کہ یہ اعلان عام کر دے قُلْ کہہ دے یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا اے بنی نوع انسان میں تم سب کی طرف، تمام تر کی طرف اللہ کا رسولؐ بنا کے بھیجا گیا ہوں۔ اس خدا کا رسولؐ، اس اللہ کا رسولؐ جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور وہی ہے جو مارتا ہے۔ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ۔ پس اس اللہ پر ایمان لے آؤ۔ وَرَسُوْلِہِ اور اس کے رسولؐ پر جو النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ہے ایسا نبی ہے جس کو دنیا میں کسی نے دین اور سیادت کے معاملات نہیں پڑھائے۔ تمام دنیا کو تعلیم دینے کے لئے اللہ نے ایک ایسے انسان کو منتخب فرمایا ہے جس نے دنیا سے کچھ نہیں سیکھا۔ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وہ صرف اللہ پر ایمان لاتا اور اس کے کلمات پر ایمان لاتا ہے۔ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ اور تم اس کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔

یہ توحید باری تعالیٰ کا اعلان ہے جو عالمی اعلان ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید آنحضرت ﷺ کی وساطت سے تمام دنیا پر چھاتی ہے اور سب دنیا کو ایک ہاتھ پہ جمع کرتی ہے۔ یہ وہ اعلان ہے جس کی روشنی میں میں آج کے مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔ سب سے پہلے تو میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج تمام دنیا میں توحید سے بڑھ کر اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ **ایک توحید ہے جو تمام عالم کے اختلافات کو مٹا سکتی ہے۔ ایک توحید ہی ہے جو تمام عالم کے رنگ و نسل اور قوموں اور جغرافیاؤں کے اختلافات کو دور کر سکتی ہے اس کے سوا اور کوئی نظریہ نہیں جو انسان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرے۔**

توحید کو آپ عالمی مسائل سے الگ کر لیں تو تمام قومیں اپنے اپنے دائرے میں بکھر جائیں گی۔ ہر رنگ الگ الگ اور جدا جدا ہو جائے گا۔ ہر زبان تفریق کے لئے استعمال ہوگی اور ہر قوم کا اپنا ایک تشخص ہوگا جو اپنے تشخص کے گرد گھومے گی اور اپنے تشخص کی ہی وفا کرے گی۔ تمام عالم کے ایک ہاتھ پر جمع ہونے کا کوئی تصور ممکن ہی نہیں ہے جب تک اس عالمی توحید کا اعلان نہ کیا جائے جس کا اس آیت کریمہ میں اعلان فرمایا گیا ہے اور اسی توحید کے ذریعے آنحضرت ﷺ کو یہ ارشاد ہے کہ سارے عالم میں یہ اعلان کرو کہ میرے ہاتھ پر اب تمہیں اکٹھا کیا جانا ہے۔ تمام عالم میں سے مجھے

منتخب فرمایا گیا ہے کہ میں دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کروں اور ایک ایسے شخص کو منتخب فرمایا گیا ہے جس پر مقامی تعلیمات کا کوئی بھی اثر نہیں۔

یہاں لفظ اَلْاُمِّیّ اس بات کی وضاحت کر رہا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کسی ملک اور کسی قوم کی تعلیمات سے ہر گز متاثر نہیں تھے اور اگر آپؐ کسی ایک قوم کی گود میں پرورش پانے والے اس رنگ میں ہوتے کہ اس قوم کے اعلیٰ تصورات یا اخلاق یا ان کے شخصی تشخص کے تابع ہو کر آپ نے بچپن گزارا ہوتا تو آپ کے لئے ممکن نہیں تھا کہ آپؐ کُل عالم کو ایک نبی کے طور پر مخاطب فرماتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ شروع ہی سے آپؐ کو بغیر تعلیم کے چھوڑا یہاں تک کہ الف ب لکھنا آپؐ کو نہیں آتا تھا اور اس پہلو سے جو بھی تعلیم دی، خود دی اور جب خود تعلیم دی تو سارے عالم کو مخاطب کر کے یہ اعلان فرمایا کہ میں وہ اَلْاُمِّیّ شخص ہوں جس کو دنیا کی کسی قوم نے تعلیم نہیں دی اور تم سب قوموں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

اس میں ایک اور خوشخبری کا پیغام بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا کی اکثر قومیں اُمّی ہیں۔ مغرب کی قومیں غالباً یہ تصور بھی نہیں کر سکتیں کہ دنیا کی بھاری تعداد ایسی ہے جس کو لکھنا پڑھنا بھی نہیں آتا۔ افریقہ کی آبادی ہے بہت بھاری جس کو لکھنا پڑھنا نہیں آتا، ہندوستان کی بہت بھاری آبادی ہے جسے لکھنا پڑھنا نہیں آتا۔ پاکستان کی بہت بھاری آبادی ہے۔ اسی طرح جزائر کے رہنے والے ہیں کسی کو کچھ لکھنا پڑھنا نہیں آتا اور ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ اگر کسی بہت بڑے عالم کو رسول بنا کے بھیجتا تو وہ کہہ سکتے تھے کہ اسے تو علم کی فضیلت حاصل ہے یہ وہ باتیں کرتا ہے جو ایک عالم کو زیب دیتی ہیں ہم جاہلوں کا کیا کام کہ اس کے پیچھے چل سکیں، ہمیں توفیق کیا ہے کہ ہم ایک بڑے عالم کی پیروی کر سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے بنیادی مقام سے محمد رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا ہے جو انسانیت کے تقاضوں کے لحاظ سے سب میں برابر ہے اور تعلیم کے لحاظ سے بھی ان میں سے کم سے کم کے ساتھ ہے یعنی جو نچلے سے نچلا درجہ انسان کا تعلیم کے لحاظ سے ہو سکتا ہے وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل تھا۔ پس اس پہلو سے دنیا کی کوئی قوم اور دنیا کا کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم ہمارے لئے نہیں ہو تم ہم سے اونچے آدمیوں کے لئے ہو اور سب سے نیچے سے سفر شروع فرمایا اور سب سے اوپر تک پہنچے۔

یہ وہ کمال ہے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا جس نے آپ کو کُل عالم کا نبی بنانے میں

ایک فوقیت عطا فرمائی ہے۔ وہ فوقیت کیا ہے۔ میں اس کے متعلق چند باتیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کو تمام بنی نوع انسان پر ایک ہی فوقیت ہے اور وہی فوقیت آپ کی قدر مشترک ہے، اللہ تعالیٰ کی صفات میں رنگین ہونا۔ آنحضرت ﷺ چونکہ اُمّـی تھے اس لئے کسی قوم کی صفات نے آپ پر اثر نہ کیا۔ چونکہ اللہ سے محبت رکھتے تھے اور اللہ آپ سے محبت رکھتا تھا اس لئے آپؐ نے اللہ کے رنگ سیکھے اور اللہ نے اپنے رنگ آپ کو سکھائے اور یہی وہ مرکزی نکتہ ہے جسے یاد رکھنا عالمی وحدت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے۔

خدا تعالیٰ کی صفات ہی ہیں جو درحقیقت اللہ کو اس کی مخلوق سے باندھتی ہیں اور ان صفات کا رشتہ نہ ہو تو کوئی اور رشتہ انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ اکٹھا نہیں کرسکتا۔ پس آنحضرت ﷺ کو امی ہونے کے باوجود جو غیر معمولی فوقیت عطا ہوئی وہ یہ تھی کہ آپؐ نے اللہ کی صفات سیکھیں اور اللہ کی صفات کا رنگ اپنے آپ کو پہنایا اور اس رنگ کے نتیجے میں آپؐ ایسے وجود کے طور پر ابھرے جیسے خدا اپنی مخلوق سے ہے۔ اللہ کو اپنی ہر مخلوق سے تعلق ہے اور مخلوق میں سے کوئی نہیں جو یہ کہہ سکے کہ اے خدا تو تو بہت بلند ہے، بہت مرتبوں والا ہے، بہت عظیم الشان ہے، ہمارا تجھ سے کیا جوڑ ہے۔ ناممکن ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق بھی اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرسکے کہ ہمارا تجھ سے کوئی تعلق نہیں، ہم تو ذلیل اور حقیر مخلوق ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جواب یہ ہوگا کہ یہ ناممکن ہے کہ خالق کا مخلوق سے کلیۃً تعلق توڑا جاسکے اور مخلوق جتنا چاہے دور ہٹے لیکن وہ خالق سے اپنا تعلق کسی صورت توڑ نہیں سکتی۔ اگر وہ بگڑ گئی ہے تو اس کو صحیح کرنے کا ایک طبعی تقاضا ہے جو خالق کی صفتِ خالقیت سے اٹھے گا۔

پس اللہ تعالیٰ کا تمام بنی نوع انسان ہی سے نہیں کائنات کی ہر مخلوق سے ایک ایسا تعلق ہے کہ اس مخلوق کے لئے شعور کا ہونا بھی ضروری نہیں ہے۔ مادے کی ہر قسم خواہ وہ تخلیق کی بہت ہی ابتدائی حالت پر ہو اور قانونِ قدرت کے تابع اس کے لئے ترقی کرنا ابھی باقی ہو اس کی شاکلت میں ہی اللہ تعالیٰ آئندہ ترقیات کے نقوش درج کردیتا ہے اس لئے بظاہر انسان اس کو چھوٹا دیکھتا ہے مگر اس میں بڑھنے، ترقی کر کے عظیم الشان انسان بننے کی صلاحیتیں موجود رہتی ہیں۔ اس لئے انسان جب تک خدا کی کسی صفت کا مظہر نہ ہو اس میں صفات پیدا ہی نہیں ہوسکتیں اور صفات کا نہ ہونا عدم کا نام ہے۔ پس سب سے اہم نکتہ توحید باری تعالیٰ کے معاملے میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ توحید کے سوا

کوئی بھی ایسی چیز نہیں جو کائنات کو ایک دوسرے سے باندھ سکے، جو زندگی کو ایک دوسرے کے ساتھ باندھ سکے اور پھر انسانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کر سکے۔

خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ہر چیز الگ الگ ہے، ہر ذرہ الگ الگ ہے اس میں کوئی بھی یکسانیت کا پایا جانا ممکن نہیں رہتا۔ اسی منظر کو اللہ تعالیٰ سائنسی دنیا میں ایک ایسے منظر کے طور پر پیش فرماتا ہے جسے سائنسدان آخری اکائی کہتے ہیں اور جسے وجود کے افق کے پرلی طرف بتایا جاتا ہے۔ سائنس دانوں کے نزدیک اس وحدت کا نام Singularity ہے اور وہ وجود کے افق پر جس کے بعد ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیتا کہ اس وحدت کو کیا ہوا، اس نے کیا شکل اختیار کی اسے وہ Event Horizon کا نام دیتے ہیں یعنی سائنس دانوں کے نزدیک ایک Event Horizon ہے جس کے بعد تمام مادہ اپنی تمام تر صفات کے ساتھ ایک ایسی وحدت میں ڈوب جاتا ہے جس وحدت کی باہر والوں کو کوئی بھی خبر نہیں۔ حساب دان ہیں جو حساب لگاتے پھرتے ہیں اور ان میں بھی بڑے اختلافات ہیں۔ بعض حساب دان اس وحدت کا ایک تصور رکھتے ہیں۔ بعض حساب دان اسی طرح بہت بڑے بڑے دنیا کے علماء ایک وحدت کا دوسرا تصور رکھتے ہیں مگر فی الحقیقت کوئی نہیں ہے جو Event Horizon سے پرلی طرف گزر سکے، جو اس افق پر جو وجود کا افق ہے اس پر نگاہ ڈال کر اس سے پار دیکھ سکتا ہو اور پار وہ Singularity ہے یعنی توحید۔ پس سائنس دان اپنی زبان میں بھی ایک توحید ہی کا اقرار کر رہے ہیں اور توحید کے اقرار کے بغیر وجود ہی ممکن نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ توحید Singularity جب بھی ابھرے گی صفات کی صورت میں ابھرے گی اور جب ڈوبے گی تو ہمارے نقطہ نگاہ سے صفات ہماری نظر سے غائب ہو جائیں گی اور اسی کا نام عدم ہے۔ پس ساری کائنات میں اگر عدم ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف لوٹ جانے کا نام عدم ہے اور چونکہ یہ عدم نسبتی ہے، ایک وجود کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے جو خالق ہے اسی سے پھر یہ عدم دوبارہ تخلیق کی شکلیں اختیار کرتا ہے۔

توحید عالم اور توحید باری تعالیٰ یہ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں مگر جو بات میں آپ کو سمجھا رہا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ صفات ہی کا نام زندگی یا وجود ہے۔ صفات باری تعالیٰ کو نکال دیں تو کوئی وجود باقی نہیں رہتا۔ اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کی دو طرح کی صفات ہیں ایک وہ صفات جو کسی خاص مخلوق سے ایک تعلق رکھتی ہیں۔ کچھ وہ صفات جو زیادہ تر مخلوق سے تعلق رکھتی ہیں۔ جہاں تک

آنحضرت ﷺ کا تعلق ہے آپؐ نے توحید کے سارے مناظر بنی نوع انسان کے سامنے کھول دیئے اور اس پہلو سے قرآن کریم خود ایک بے مثل کتاب ہے جس کی کوئی اور مثال دنیا کی الٰہی کتب میں دکھائی نہیں دیتی یعنی صفات باری تعالیٰ کو قرآن کریم اسی طرح درجہ بدرجہ پیش فرماتا ہے وہ صفات جن کا مخلوق سے تعلق ہے اور ہر مخلوق سے تعلق ہے اس کے بغیر مخلوق ہے ہی کوئی نہیں۔

اب یہ بہت تفصیلی مضمون ہے جس کی بحث کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے مگر اتنا آپ یاد رکھیں کہ کوئی بھی چیز اٹھا کے دیکھ لیں مادی چیز ہو معمولی سے معمولی ہو، مٹی اس کو کہہ دیں مگر مٹی کی بھی کچھ صفات ہیں اور وہ صفات ہر دوسری مخلوق میں موجود نہیں ہیں کچھ مٹی کی ہیں کچھ دوسری مخلوقات کی بھی ہیں۔ لوہا دیکھ لیجئے لوہے کی اپنی کچھ صفات ہیں اگر ان صفات کو لوہے سے جدا کریں تو لوہا ختم ہے اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہتا۔ تو مٹی اٹھالیں، پانی دیکھ لیں، دنیا کی کوئی مادی چیز جس تک روزمرہ آپ کی رسائی ہے اس کو پکڑ کر اس پر غور کر کے دیکھیں تو آپ حیران ہوں گے یہ دیکھ کر کہ وہ وجود صرف صفات سے تعلق رکھتا ہے صفات کو مٹا دو تو وجود غائب۔ پس صفات کے مٹنے کا نام ہی عدم ہے لیکن عدم ہمیشہ خدا کی ذات میں ختم ہوتا ہے، الگ اپنی ذات میں نہیں مٹتا۔ اس کا نام Singularity ہے یعنی سائنسدان جس کو وحدانیت کہتے ہیں وہ یہ مراد ہے ان کی کہ کوئی عدم ایسا نہیں جو حقیقۃً کالعدم ہو جائے۔ جہاں تک بیرونی سوچوں کا تعلق ہے، جہاں تک بیرونی آنکھوں کا تعلق ہے، بیرونی کانوں کا تعلق ہے، حواس خمسہ کا تعلق ہے، کوئی چیز ایسی ہے جو عدم ہو چکی ہے ہمیں کچھ علم نہیں مگر اس عدم کے اندر اس کی صفات غرق ہو جانے میں ایک ایسی طاقت موجود ہے جو پھر اسے اچھال کر وجود بخش سکتی ہے اور یہی Singularity ہے جو ساری کائنات پر حاوی ہے اس میں کوئی بھی استثناء نہیں ہے۔

پس آج کے زمانے میں جب لوگ یہ باتیں کرتے ہیں کہ دنیا کو کیسے اکٹھا کیا جائے گا۔ دنیا تو مختلف شکلوں میں بٹی ہوئی ہے چینیوں کی اور شکل، جاپانیوں کی اور شکل، جرمنوں کی اور شکل، انگریزوں کی ان سے کچھ مختلف اور پھر افریقنوں کی شکلیں ہیں اپنے اپنے ملک، اپنی اپنی قوم سے تعلق رکھنے والی شکلیں، الگ الگ شکلیں ہیں اور عربوں کی ایک شکل ہے، یہودیوں کی ایک شکل ہے۔ پھر ان کی زبانیں الگ الگ ہیں پھر ان کی تہذیبیں الگ الگ ہیں۔ تو ان سب کو کیسے ایک ہاتھ پر اکٹھا

کیا جائے گا۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ توحید تو ساری کائنات کو اکٹھا کرتی ہے انسانوں کی کیا حیثیت ہے انسانوں کے وجود کی اپنی الگ توحید کے علاوہ کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کا یہ پیغام کہ میں تم سب کے لئے رسول بنایا گیا ہوں اس پیغام سے متعلق ہے، اس سے جڑا ہوا ہے جس میں آپؐ فرماتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ اس کے سوا معبود کوئی نہیں ہے۔ اگر اس کے سوا معبود کوئی نہیں ہے تو تم سب کو اکٹھا کرنے کا اس کا حق ہے اور ایک ایسے شخص کے ذریعے اکٹھا کیا جا سکتا ہے جس میں اس کی وہ صفات مجتمع ہو جائیں جو بنی نوع انسان کی صفات ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو بنی نوع انسان سے تعلق رکھتی ہیں اگر ایک وجود میں اکٹھی ہو جائیں تو صرف اس کا کام ہے اور اسی کا کام ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے لئے، اپنی طرف اکٹھا کرے اور تمام بنی نوع انسان کو اکٹھا کر کے اللہ کے حضور پیش کر دے کیونکہ بالآخر وہی مالک ہے۔

هُوَ يُحۡىٖ وَيُمِيۡتُ پس اللہ کے سوا کوئی زندہ نہیں کرتا اور کوئی مارتا نہیں۔ یہ وہ بات ہے جس کا میں نے ابھی آپ سے ذکر کیا تھا کہ Singularity جس کو سائنس دان کہتے ہیں وہ دراصل ہمارے نقطہ نگاہ سے موت کا دوسرا نام ہے لیکن ایک ایسے وجود کا دوسرا نام ہے جو دوبارہ زندہ ہوسکتا ہے یعنی زندگی کی طرف متحرک ہوسکتا ہے اور بالآخر صرف اللہ ہے جو موت سے زندگی نکالتا ہے۔ اب یہ وہ مسئلہ ہے جس کے متعلق دو دن پہلے جرمنوں کے ساتھ ایک سوال و جواب کی مجلس میں سوال اٹھایا گیا تھا۔ میں نے سوال کرنے والے کو جو بہت ذہین اور سائنسی امور سے اور فلسفیوں سے واقف لگتا تھا اس کو میں نے جب یہ جواب دیا کہ خدا تعالیٰ موت سے زندگی نکالتا ہے اور اس کی تفصیل اس کو سمجھائی کسی حد تک، یعنی ایک دائرے میں اس کو سمجھایا کہ موت اور زندگی کا فرق کیا ہے اور خدا تعالیٰ جب زندگی نکالتا ہے تو لازماً ایک وجود ہے جو اس سے پہلے موجود ہے۔ اس پر اس نوجوان نے ایک سوال اٹھایا اس نے کہا کہ سائنس کے تو نظریات بدلتے رہتے ہیں آج کچھ اور کل کچھ اور خدا کی توحید کے متعلق، اس کے وجود کے متعلق ایک سائنس کا حوالہ دے رہے ہیں ہمیں کیا پتا کہ کل کو یہ نظریہ کیا ہو جائے گا۔ اس نوجوان سے میں نے کہا کہ جو بات میں کہہ رہا ہوں اس کے متعلق تمام دنیا کے سائنس دان سو فیصد متفق ہیں اور اس بات میں آج تک کبھی سائنس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی نہ کل آسکتی ہے اور وہ

یہ اصول ہے کہ جو چیز کسی تخلیق کے عمل میں داخل کی جاتی ہے دوسری طرف سے جتنی داخل کی گئی تھی اس سے زیادہ نہیں نکل سکتی، یہ ناممکن ہے۔ پنجابی میں بھی محاورہ ہے ”جتّا گڑ پاؤ گے اتّا ای مٹھا ہوئے گا“ اب یہ ہے سادہ سی بات جتنا گڑ ڈالو گے اتنا ہی میٹھا ہوگا لیکن یہ اسی سائنسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے جس کا میں نے آپ سے بیان کیا ہے جو کچھ آپ ڈالیں گے ناممکن ہے کہ اس سے زیادہ نکل آئے۔ پس اگر موت کے متعلق سائنس دان یقین رکھتے ہیں کہ موت واقع ہو جاتی ہے تو پھر اس سے زندگی پیدا کرنا زندہ کا کام ہے۔ جب تک وہ زندہ وجود کسی موت کو زندگی کی طرف متحرک نہ کرے اس وقت تک موت از خود زندہ نہیں ہو سکتی اس لئے تخلیق میں زندگی کا ڈالا جانا ضروری تھا اور تخلیق میں زندگی زندہ وجود کی طرف سے ڈالی جا سکتی ہے مردہ وجود کی طرف سے نہیں ڈالی جا سکتی۔ اب اس نوجوان کو میں یہ داد دوں گا کہ باوجود اس کے کہ شروع میں بڑے زور سے مخالفانہ انداز میں اٹھا تھا یہ بات سنتے ہی وہیں بیٹھ گیا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے مجھے بات سمجھ آ گئی ہے۔ ایک قانون ہے جس کے متعلق قطعیت کے ساتھ تمام دنیا میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کبھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں۔ جتنا ڈالو گے اس سے زیادہ نکل نہیں سکتا۔ کچھ بیچ میں ڈوب جائے گا، کم نکلے گا، زیادہ سے زیادہ اتنا ہی نکلے گا مگر اس سے زیادہ نہیں نکل سکتا جو ڈالا جائے گا۔

پس کائنات اگر مردہ ہو چکی تھی اور Singularity کا یہی مطلب ہے کہ تمام صفات سے عاری ہو گئی تھی تو پھر اس میں زندگی جب تک کوئی زندہ وجود نہ ڈالے اس وقت تک وہ زندہ ہو نہیں سکتی یہ ناممکن ہے۔ پس آنحضرت ﷺ کو جس اعلان عام کا ارشاد فرمایا گیا ہے اس میں یہی مرکزی نقطہ ہے هُوَ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وہ ایک ہی ذات ہے جو زندہ کرتی ہے اس لئے کہ وہ زندہ ہے وَيُمِيْتُ اور زندہ وجود جب اپنی زندگی کی علامتیں واپس لیتا ہے تو جو باقی چیز ہے وہ مردہ کہلاتی ہے۔ تو وہ ذات زندہ بھی کرتی ہے اور مردہ بھی کرتی ہے۔ فرمایا کہ تم دنیا کو اعلان کر کے بتاؤ کہ اس کی طرف میں تمہیں بلانے آیا ہوں اور مجھ میں وہ صفات موجود ہیں جو زندگی کی صفات ہیں۔

یہ جو اعلان ہے یہ قرآن کریم میں دوسری جگہ بھی بیان ہوا ہے جہاں آنحضرت ﷺ کے متعلق فرمایا گیا کہ جب کوئی ایمان لے آئے تو ان کو بلاؤ تا کہ تم ان کو زندہ کرو۔ پس زندہ کرنا کیا ہے؟ یہ مضمون ہے جو میں آپ کو سکھانا چاہتا ہوں، آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ زندہ کرنا صفات باری تعالیٰ کا

اختیار کرنا ہے اس کے سوا اس کے کوئی معنی نہیں۔ پس سائنسی نقطہ نگاہ سے، فلسفیانہ نقطہ نگاہ سے یہ بات آپ کو سادہ لفظوں میں میں نے سمجھائی ہے اور اس کے سوا کوئی بات ممکن ہے ہی نہیں۔ صفات باری تعالیٰ کا نام زندگی ہے اس کے سوا کوئی اور نہیں اور آنحضرتؐ جب فرماتے ہیں کہ میں تم سب کو زندگی کی طرف بلا رہا ہوں تو مراد ہے آپؐ نے لازماً اللہ تعالیٰ کی وہ تمام صفات اختیار کیں جو بندوں کے لئے اختیار کرنا ممکن تھا اور جب خدا کی صفات لے کر دنیا میں نکلیں تو قوموں کا کیا حق رہ جاتا ہے کہ وہ آواز اٹھائیں کہ ہم فلاں قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ رنگ و نسل کا کیا حق رہ جاتا ہے کہ وہ آواز اٹھائیں کہ اے صفات باری تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہم تو ایک اور قوم اور ایک اور نسل سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ صفات باری تعالیٰ ان سب میں برابر پھیلی پڑی ہے۔ کوئی بھی قوم نہیں ہے جو اپنے ایسے وجود کا اعلان کر سکے جو صفات سے الگ وجود ہے۔

پس جو وجود اللہ کی صفات سے متصف ہو کر ان قوموں کو اکٹھا کرنے کا اعلان کرتا ہے دنیا کی کسی قوم کے پاس کوئی عذر، کوئی بہانہ نہیں ہے کہ وہ اس کا انکار کر سکے۔ پس آج اگر قومیتوں کو مٹانے والی کوئی طاقت ہے تو وہ توحید ہی کی طاقت ہے اس کے سوا اور کوئی طاقت نہیں ہے۔ پس ہم جو ساری دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے اٹھے ہیں ہمارے پاس توحید کے سوا اور کوئی رنگ ہی نہیں اور کوئی اختیار ہی نہیں ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے جس توحید کی طرف بلایا ہے وہ صفات باری تعالیٰ کا ایک دوسرا نام ہے۔ ان صفات کا نام ہے جو اس کی ساری مخلوق میں اور تمام انسانوں میں بنیادی طور پر پائی جاتی ہیں۔ ان صفات کے نام پر آپ دنیا کو اکٹھا کر سکتے ہیں۔ ان صفات سے ہٹ کر آپ دنیا کو اکٹھا نہیں کر سکتے اور ان صفات کو اپنانا ہی درحقیقت ایک طاقت کا حصول ہے، آپ کے اندر اس کے سوا کوئی طاقت نہیں۔

پس آنحضرت ﷺ کو عرب قوم سے اٹھانا اور ساری دنیا پر منطقی طور پر یہ ثابت کر دینا کہ اس کی آواز پر لبیک کہنا تمہارا فرض ہی نہیں تمہارے اپنے وجود کے لئے ضروری ہے، تمہاری بقاء کے لئے ضروری ہے کیونکہ اس خدا کی طرف سے آیا ہے هُوَ يُحْيِ وَيُمِيْتُ جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارنا بھی جانتا ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ سے تم نے خدا کی صفات جو زندگی کی طرف بلانے والی ہیں وہ حاصل نہ کیں تو تم مر جاؤ گے اور اس کے سوا تمہارے لئے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ اعلان کرنے والا

رسول جب دنیا کو بلاتا ہے تو رسالت کا عالمی ہونا ایک طبعی نتیجہ بن جاتا ہے۔ جب رسالت عالمی ہو جائے جو صفات باری تعالیٰ کے اظہار سے ہوتی ہے تو پھر یہ فرق کیسے رہ جائے گا کہ فلاں یورپین ہے، فلاں افریقن ہے، فلاں چینی ہے، فلاں عرب ہے، فلاں ہندوستانی ہے یہ سارے فرق از خود توحید سے مٹ جاتے ہیں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

پس جس کو بھی آپ نے جماعت احمدیہ اسلامیہ میں داخل کرنا ہے اس کو صفات کے حوالے سے داخل کرنا ہوگا، اسے نیشنیلٹی کے حوالے سے داخل نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں بھی آپ نے نیشنیلٹی کے حوالے سے داخل کیا وہاں اچانک توحید ٹوٹے گی اور تمام وجود منتشر ہو کر بکھر جائیں گے۔ پھر ہر رنگ، نسل، قوم کا اپنا اپنا ہی حق رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور اپنے آپ کو الگ سمجھے۔ پس آنحضرت ﷺ کے عالمی ہونے کا توحید باری تعالیٰ سے ایک گہرا اٹوٹ تعلق ہے اور کل عالم کا آپؐ کی طرف رجوع کرنا اس کے سوا ممکن نہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ میں وہ صفات ہوں جو انسانوں کے رنگوں اور قوموں میں فرق نہ کرتی ہوں اور وہ صفات خدا کے سوا اور کوئی صفات نہیں ہیں۔

پس آنحضرت ﷺ کے متعلق جب خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ (النور: 36) یہ ایک ایسا نور ہے جو نہ مشرق کا ہے نہ مغرب کا ہے تو سوائے خدا کے نور کے اس کا کوئی اور معنی بنتا ہی نہیں۔ ایک خدا کی ذات ہے جو نہ مشرق کی ہے نہ مغرب کی ہے سب کی برابر ہے۔ پس آپ کو ہر ایک کے لئے برابر بننا ہوگا اور اس کے بغیر نہ نبوت کی وحدت ہو سکتی ہے نہ خلافت کی وحدت ہو سکتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک خلیفہ کو مختلف قومیں کیوں قبول کریں۔ ان کا سر پھر گیا ہے کہ ایک پاکستانی کو خلیفہ مان لیں؟ یا اگر خلافت کہیں خدا اور بھیجنا چاہے تو اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

پہلی بات ان کو یہ سوچنی ہوگی کہ کیا ایک عرب کو مانا تھا کہ نہیں مانا تھا؟ کیا عرب کی حیثیت سے مانا تھا؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ ساری قومیں وہ ہیں جو عربوں کو مختلف پہلوؤں سے حقیر جانتی ہیں۔ آپس میں لڑ رہے ہیں، فساد برپا ہے، قومی مقاصد کا کوئی خیال نہیں ہے یہ ساری باتیں ان کو پھاڑ رہی ہیں اور دنیا میں بظاہر طاقتور ہونے کے باوجود بالکل حقیر اور کمزور دکھا رہی ہیں تو آنحضرت ﷺ کو کسی امریکن، کسی جرمن، کسی انگریز، کسی یہودی، کسی چینی جاپانی نے عرب کے رسول کے طور پر نہیں پکڑا۔ سوائے اللہ کی نمائندگی کے آپؐ کے وجود میں دوسری قوموں کو اور کچھ دکھائی نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ

قومی تشخص غائب ہوگیا اور ایک ایسا رسول ابھرا ہے جو کل عالم کے لئے برابر ہوگیا اور یہ چیز رسالت کے ساتھ لازمی ہے اور بہت سے لوگ نہیں سمجھتے۔

اب دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان مغربی قوموں نے کیوں قبول کیا اور کیوں اپنا لیا وہ تو فلسطین کے باشندے تھے، وہ تو سمیٹک (Semitic) قوم کے ایک شخص تھے۔ یورپ والوں کو کیا سوجھی کہ ان کو ایسا اپنا لیا کہ خدا کا بیٹا تک بنا بیٹھے۔ امریکہ اور دور دراز کے ممالک، مشرق و مغرب میں کیوں ایسے پیدا ہوئے جن کے رنگ، نسل، قومیت سب الگ الگ تھے مگر فلسطین کے پیدا ہونے والے ایک شخص کو انہوں نے اپنا لیا۔ اس لئے کہ اس کی صفات میں انہوں نے الوہیت کے رنگ دیکھے تھے اس لئے کہ اس الوہیت کے رنگ کو انہوں نے پھر بڑھا کر خدا میں تبدیل کر دیا مگر عالمیت خدا سے تعلق رکھتی ہے یہ مضمون ہے جو انہوں نے عملاً ثابت کر دیا اور اس کے نتیجے میں بڑے بڑے تعصّبات پیدا ہوئے مگر وہ تعصّبات کی کہانی بھی ایک دردناک اور الگ کہانی ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ عیسائیت کی مثال آپ کے سامنے ہے کتنی مختلف قوموں، کتنے مختلف ممالک سے تعلق رکھتی ہے مگر ایک ایسے انسان پر اکٹھی ہوگئی جو اپنی ذات میں ایک سمیٹک قوم کا باشندہ تھا اور عربوں میں سے تھا فلسطینی ہونے کے لحاظ سے اور ان کو یہ بات سمجھ نہ آئی کہ بعینہٖ اسی دلیل پر عرب ہی سے وہ ایک وجود اٹھے گا جو خدائی صفات ہونے کے لحاظ سے عالمی وجود بن جائے گا اور اس کو خدائی صفات کا مظہر ہونے کے اعتبار سے ہمیں لازماً قبول کرنا ہوگا۔ پس جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے قومیتوں کے فرق مٹا دیئے تھے وہی عیسیٰؑ ہیں جن کی قوموں نے لازماً محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جھکنا ہے کیونکہ آپ نے بھی قوموں کے فرق محض ایک چھوٹے دائرے میں نہیں مٹائے بلکہ عالمی دائرے میں مٹائے ہیں۔ کل عالم سے خدا تعالیٰ کی ان صفات کی جلوہ گری کے ذریعے جو عالمی صفات ہیں، آنحضرت ﷺ نے قومیتوں کے رنگ مٹا دیئے۔

پس قوموں کا تفرقہ مٹانا لازم ہے مگر توحید کے ذریعے، وحدتِ الٰہی کے ذریعے۔ اس کو چھوڑ کر آپ قومی تفرقہ مٹانے کی کوشش کریں، آپ سر ٹکرا لیں گے، اپنے وجود کو پارہ پارہ کر لیں گے مگر یہ قومی تعصب کبھی مٹائے نہیں جاسکیں گے۔ ایک زبان ہی کو دیکھ لیجئے جب پاکستان کا وجود ابھی بننے والا تھا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اعلان کیا اور بعد میں پاکستانی سربراہوں کو بات

سمجھائی۔ آپ نے فرمایا کہ تم ایک قوم تو بن سکتے ہو یعنی ایک توحید کے نام پر اکٹھے ہو رہے ہو مگر زبانوں کو نہ مٹانا۔ یادرکھو اگر تم نے بنگالی زبان پہ ہاتھ ڈالا تو وہ تمہارا ہاتھ کاٹ دیں گے مگر اپنی زبان کو نہیں مٹنے دیں گے۔ تو توحید میں بھی ایک تفریق ہے اور وہ تفریق ایسی ہے کہ اگر اس پر آپ ہاتھ ڈالیں تو قومیں ردعمل دکھاتی ہیں مگر خدا کی وحدانیت میں جو عالمی صفات کی جلوہ گری ہے اس پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا، وہ سب کے لئے برابر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بنگال میں جو علیحدگی کی تحریک چلی ہے وہ اس لئے چلی کہ بعد میں لیاقت علی خاں وغیرہ نے زبان کو کچلنے کے لئے کوشش شروع کر دی۔ ان کا یہ خیال تھا کہ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان جو اس وقت مشرقی پاکستان کہلاتا تھا ان کو اکٹھا کرنے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ زبان ختم کر دو ان کی اور اردو پھیلا دو اور اردو زبان دونوں کو باندھ دے گی مگر جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی فراست سے سمجھا وہی بات درست ثابت ہوئی۔ زبان پر ہاتھ ڈالنے کے نتیجے میں وحدت بنی نہیں، ٹوٹ گئی اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توحید کے اعلان کے باوجود یہ بھی فرماتا ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۳﴾ (الروم: 23)

کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات میں سے یہ ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ وہ ایک ہی ہے پیدا کرنے والا مگر تمہاری زبانوں اور رنگوں کے اختلاف بھی اسی نے پیدا کئے ہیں۔ پس توحید میں ایک رنگ ونسل اور زبانوں کے اختلاف کا جلوہ بھی ہے جو توحید کو باطل نہیں کرتا جو یہ پیغام دیتا ہے کہ اے عالمی توحید کے علم بردارو! رنگ ونسل اور زبانوں کو مٹانے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں یہ رنگ اللہ تعالیٰ نے الگ الگ بنائے ہیں ان کے الگ الگ ہوتے ہوئے بھی توحید کے بندھن سے ان کا ایک گلدستہ بناؤ۔ یہ ساری قومیں ایک خوبصورت گلدستے کی صورت میں توحید کے دھاگے سے باندھی جائیں تو یہ وہ عالمی منظر ہے توحید کا جو جگہ جگہ دکھائی دے گا۔

جرمن قوم کی جرمن زبان کی صورت میں توحید جلوہ گر ہوگی، ان کے خوبصورت سرخ وسفید رنگ کی صورت میں توحید جلوہ گر ہوگی۔ افریقنوں کی زبان کی صورت میں وہاں توحید جلوہ گر ہوگی۔ ان کے سیاہ رنگ میں بھی ایک شان ہے۔ آج چونکہ سفید قوموں کی بادشاہی ہے اس لئے لوگ یہ سمجھ

نہیں سکتے مگر رفتہ رفتہ یہ سمجھنے لگیں گے اور کچھ کچھ ان کو سیاہ رنگ کا بھی حسن دکھائی دینے لگا ہے۔ مگر جانوروں میں دیکھو ان کو دکھائی دیتا ہے بالکل سیاہ مرغی یا بالکل سیاہ پرندہ اور بالکل سفید مرغی اور بالکل سفید پرندہ یہ اپنے اپنے حسن رکھتے ہیں اور کوئی سفید مرغی کسی کالی مرغی کو یہ نہیں کہہ سکتی کہ جاؤ جاؤ تمہارا تو رنگ کالا ہے، وہ آگے سے برابر طور پر یہ کہہ سکتی ہے جاؤ جاؤ تمہارا تو رنگ ہی کوئی نہیں، چٹی سفید، کچھ بھی نہیں تمہارے اندر۔

پس اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں توحید باری کا اعلان کروایا محمد رسول اللہ ﷺ سے، وہاں یہ اعلان بھی ساتھ کروایا کہ تو کہہ دے کہ رنگ اور زبانوں کے فرق یہ میرے اللہ نے پیدا کئے ہیں خبردار رہو جو تم نے ان پر ہاتھ ڈالا۔ سفید فاموں کو سفید فام رہنے دو۔ خوشی سے تم سے تعلق زوجیت قائم کرتے ہیں تو کریں نہیں تو نہ کریں۔ ان کی زبانوں کو بھی نہیں چھیڑنا۔ ہر ایک کی زبان کا احترام کرو اس کی عزت کرو لیکن اس کے باوجود ان کو بتاؤ کہ یہ خدا ہی کی شان ہے توحید باری تعالیٰ کی کہ وہ اس طرح مختلف رنگوں میں جلوہ گر ہوئی ہے اور مختلف رنگ صفات کے جب ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں تو پھر وہ صفات ابھرتی ہیں جو الٰہی صفات لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی صفات ہیں۔

پس آنحضرت ﷺ کی ذات میں ایک نبی ہونا اور کل عالم کا اکٹھا ہونا دیکھو قرآن کریم نے کس کس طریق سے سمجھایا۔ اس کے سارے پہلو آپ پر روشن کر دیئے لیکن یاد رکھیں صفات کے سوا یعنی خدا کی صفات کے سوا جن کا رنگ الگ الگ نہیں ہے خدا کی صفات کے سوا جن کی زبان الگ الگ نہیں ہے وہ ایک ہی رنگ اور ایک ہی زبان رکھتی ہیں ساری دنیا کو آپ مختلف زبانیں بولنے والوں کو، مختلف رنگوں کے لوگوں کو آپ ایک ہاتھ پہ اکٹھا نہیں کر سکتے۔ پس یہ صفات ہیں کیا؟ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کہ خلافت کو آپ دیکھیں کہ سب دنیا کی خلافت ہو ہی نہیں سکتی اگر کسی ایک قوم سے تعلق رکھتی ہو لیکن جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا خلیفہ یا آپ کے خلیفہ کا خلیفہ ہو اس کے اندر خدا تعالیٰ کی وہ صفات ضرور جلوہ گر ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں رنگ و نسل کو اپنی جگہ دیکھتا ہے مگر بری، غیر کی نظر سے نہیں دیکھتا اپنی نظر سے دیکھتا ہے۔ جیسے خدا کالے کو اپنا سمجھ کے دیکھتا ہے، جیسے خدا جرمن بولنے والے کو اور انگریزی بولنے والے کو اور سپینش بولنے والوں کو اپنا سمجھ کے دیکھ اور سن رہا ہوتا ہے اسی طرح خلیفہ وقت کو خدا تعالیٰ وہ الٰہی صفات عطا فرماتا ہے جو کل عالم کو ایک ہی رنگ میں دیکھنے لگتی

ہیں۔ اگر یہ نہ ہو تو خلافت کا وجود مٹ جائے گا اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی۔

یہی وجہ ہے کہ جب میں افریقہ گیا تھا ان لوگوں کو میں نے یہ بات سمجھائی۔ میں نے کہا دیکھو میں جب تم لوگوں سے ملتا ہوں تو خدا گواہ ہے ایک ذرہ بھر بھی مجھے تمہارے رنگ اور اپنے رنگ کا کوئی فرق دکھائی نہیں دیتا۔ تمہاری زبان اور اپنی زبان کا کوئی فرق سجھائی ہی نہیں دیتا۔ میرے ذہن میں تو اس کا تصور بھی نہیں آتا کہ ہم الگ الگ ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے ذریعے صفات باری تعالیٰ میں ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ پس اس پہلو سے تمہارا وطن بھی میرا وطن ہے لیکن میں تم سے اس وطن کا حق کوئی نہیں مانگتا۔ یہ ویسا ہی مضمون ہے جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو میں تم سب کی خدمت کرتا ہوں مگر تم سے اجرت کوئی نہیں چاہتا۔ پس میں نے کہا جہاں تک تمہارے حقوق کا تعلق ہے میں ان حقوق کو اسی طرح ادا کروں گا جیسے میں آپ کے ملک کا، آپ کی قوم کا باشندہ ہوں۔

جہاں تک آپ کی قوم سے میری توقعات کا تعلق ہے اس کے سوا میری کوئی توقع نہیں کہ آپ ان صفات میں مجھ سے تعاون کریں جو الٰہی صفات ہیں، جو عالمی صفات ہیں ان میں قوم کی اور جغرافیہ کی کوئی تفریق نہیں ہے اور اس پیغام کو افریقہ نے سمجھا اور بڑے جوش کے ساتھ اور بڑے بڑے ولولوں کے ساتھ انہوں نے جواباً کہا ہاں ہم یقین کرتے ہیں آپ ہمیں میں سے ایک ہیں، آپ ہم سے جدا الگ وجود نہیں ہیں اور یہ وہ ایک شخصیت ہے جو بنانے سے نہیں بنا کرتی۔ یہ اندر سے اُٹھتی ہے اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے اگر آپ اللہ کے وفادار بنیں گے تو لازم ہے کہ آپ کے اندر یہ شخصیت پیدا ہو۔

پس آنحضرت ﷺ کی عالمیت آپؐ کی کامل غلامی کے نتیجے میں خلفاء کو بھی عطا ہوتی ہے اور اسی حد تک جب وہ اپنی صفات کو محمد رسول اللہ ﷺ کے رنگ عطا کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اعلان کر دے وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اے خدا کے بندو اس کی یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو وہی ہے جو تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی طرف لے جائے گا۔ وہی ہے جس کی صفات تمہیں خدا کی صفات سے ملا دیں گی اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو جیسے آپؐ فرماتے ہیں یہ رسول عالمی ہے اے اس کے غلامو! تم بھی عالمی بن جاؤ گے۔ یہ وہ عالمی صفات ہیں جن کو اپنائے بغیر دنیا کو کوئی عالمی پیغام نہیں دیا جا سکتا۔ اسی لئے میں مسلسل زور لگا رہا ہوں، بار بار آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ

کے لئے، خدا کی خاطر اور اپنے وجود کی خاطر، بنی نوع انسان کی خاطر اپنے آپ کو کسی قومی شخصیت کے ساتھ نہ ابھاریں بلکہ توحید کی شخصیت کے ساتھ ابھاریں۔

آپؐ کی ذات میں دنیا کو خدا دکھائی دینے لگے۔ دنیا دیکھے کہ آپ رحمٰن ہیں، رحیم ہیں، کریم ہیں، حوصلہ رکھتے ہیں، نیچے اترنے کا، غریبوں کی بات کا، کمزور کی بات سننے کا حوصلہ رکھتے ہیں گنہگاروں سے بھی تعلق رکھتے ہیں صرف اپنی بڑائی اور نیکی میں مگن نہیں ہیں اور سب کی خیر چاہتے ہیں۔ جب آپ رحمٰن بن کے برستے ہیں تو ہر چیز پر برابر اپنا فیض جاری کرتے ہیں، گردوپیش سب آپ سے فیض اٹھاتے ہیں۔ اس وجود کے طور پر آپ ابھریں گے تو ناممکن ہے کہ دنیا کی کوئی قوم بھی آپ کو ٹھکرا سکے کیونکہ آپ کے اندر آنحضرت ﷺ کے حوالے سے رحمانیت کی صفات جلوہ گر ہوں گی۔

اس پہلو سے میں نے دو تحریکیں آپ کے سامنے خصوصیت سے رکھی تھیں ایک یہ کہ **کل عالم کو ایک کرنے کے لئے اپنے اپنے ملک میں وحدانیت کے مناظر پیش کریں۔** اب جرمنی اس کے لئے ایک بہترین سرزمین ہے۔ **جرمن قوم کو وحدانیت میں اکٹھا کرنا اور ایک وحدانیت میں پرونا یہ ایک بہت بڑا کام ہے کیونکہ جرمن قوم کے ذریعے پھر آگے دنیا میں وحدانیت کے نظام کو عام کرنا نسبتاً آسان ہو جائے گا لیکن ہوگا یہ تبھی اگر آپ اپنے آپ کو رحمٰن خدا کے نمائندے کے طور پر پیش کریں۔** محمد رسول اللہ ﷺ کی عالمی صفات کے حوالے سے پیش کریں آپ میں وہ پاکستانی نہ دیکھیں، آپ میں وہ بنگالی نہ دیکھیں، آپ میں عرب نہ دیکھیں، آپ میں کوئی افریقن نہ دیکھیں۔ ایک ایسا انسانی وجود دیکھیں جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات جلوہ گر ہیں تو پھر وہ پاگل تو نہیں کہ اپنے وجود کو الگ سمجھیں کیونکہ خدا سے ملے بغیر وہ زندہ رہ ہی نہیں سکتے۔ خدا کے ہوئے بغیر ان کو وجود کا تشخص ہی کوئی نہیں ملتا وہ مردہ چیزیں ہیں۔

پس یہی وہ وجہ ہے جو میں نے اس آیت کے حوالے سے آپ کو، سائنس دانوں کی زبان میں بعض ایسی باتیں سمجھائیں جن کا تعلق صفات باری تعالیٰ اور وجود سے ہے۔ آپ اگر صفات باری تعالیٰ کو اپنا لیں گے تو لازماً ان کو اپنی زندگی کی خاطر آپ سے جڑنا ضروری محسوس ہوگا۔ لازماً یہ آپ سے ملیں گے اور آپ سے ایک ہو جائیں گے اس کے بغیر ان کی زندگی کا معنی ہی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اس کے بغیر ان کو اپنی زندگی بے کار دکھائی دے گی اور حقیقت میں وہ زندگی ہے بھی نہیں جو صفات

سے دوری کا نام ہے۔ پس وہ ہو جائیں کہ آپ کا نام صفات الٰہی ہی ہو جائے یعنی صفات الٰہی کا ایک دوسرا نام آپ ہو جائیں۔ آپ سے جڑنا صفات الٰہی سے جڑنا بن جائے۔ آپ سے دوری صفات الٰہی سے دوری ہو جائے۔ یہ اگر آپ میں طاقت ہے، یہ کر سکتے ہیں اور ہر انسان میں یہ طاقت ہے کہ اپنی اپنی توفیق، اپنے اپنے دائرے میں ایسا کر دکھائے تو پھر لازماً دنیا کی ہر قوم آپ سے تعلق جوڑے گی۔ لازماً آپ ہی کے حوالے سے پھر توحید کل عالم میں پھیلے گی اور اس کے پھیلنے کے باوجود قومیتیں از خود مٹتی چلی جائیں گی مگر اپنے اپنے دائرے میں بھی جلوہ دکھائیں گی کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رنگ اور زبانوں کو خود پیدا کیا ہے۔

پس اسلام ایک گلدستے کی شکل اختیار کر جائے گا، ہر پھول توحید کی جلوہ گری کرے گا، ہر زبان میں خدا کے رنگ دکھائی دیں گے اور پھر ایک ہوں گے سب کے سب اور ایک دوسرے کو الگ الگ نظروں سے نہیں دیکھیں گے بلکہ محبت اور پیار کی ایسی نظروں سے دیکھیں گے کہ ہر ایک کو دوسرے میں صفات الٰہی جلوہ گر دکھائی دیں گی اور اس کی اپنائیت ان کو آپس میں باندھے گی۔ یہ ایک ہی طریق ہے آج اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کا اور غالب رکھنے کا۔

اگر اس طریق کو چھوڑیں گے تو اسلام نے جو کچھ بھی کمایا ہے وہ سب کھویا جائے گا اور قومیں پھر الگ الگ حالتوں میں بٹ جائیں گی پھر وہ اپنے رنگوں میں ایسا ڈوبیں گی کہ خدا کے متحد کرنے والے رنگ ان میں نہیں رہیں گے۔ اپنی زبانوں میں ایسا غرق ہوں گی کہ خدا تعالیٰ کی زبان ان کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنے کے لئے نہیں بلائے گی اور اسی کا نام پھر وہ زندگی سے موت کی طرف حرکت ہے جو رفتہ رفتہ قوموں کو مشرک بنا دیتی ہے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیتی ہے۔ پہلی قومیں قوموں سے الگ ہوتی ہیں۔ پھر قوموں کے اندر گروہ ہیں جو ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ شہر شہر سے الگ ہونے لگتے ہیں شمال جنوب سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ایک ہمبرگ کے لوگ ہیں ایک میونخ کے لوگ ہیں ہر ایک کا اپنا اپنا تشخص بن جاتا ہے۔ مشرقی جرمنی اور ہو جائے گا، مغربی جرمنی اور ہو جائے گا۔ تو توحید کے سوا ناممکن ہے کہ بنی نوع انسان کو بلکہ قوموں کو بھی ایک ہاتھ پر اکٹھا رکھا جائے۔ پس توحید باری تعالیٰ کی غلامی کریں اور اس میں اپنے وجود کو کھو دیں اسی کے نتیجے میں اسلام کو تحفظ ہے، اسی کے نتیجے میں محمد رسول اللہ ﷺ کی عالمیت ظاہر ہوگی، اسی کے نتیجے میں خلافتِ

احمدیہ کی عالمیت قائم رہے گی۔ یہ مٹا دیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔

اس پہلو سے جب میں نے آپ کو پیغام دیا کہ آپ کثرت سے یہاں لوگوں کو احمدی بنائیں تو یہ مراد تھی کہ ان معنوں میں احمدی بنائیں کہ آئندہ جو صدی پوری ہونے والی ہے اس میں میری خواہش ہے کہ جرمن جماعت احمدیہ جس میں ہر قسم کے مسلمان یعنی ہر قسم کے انسان مگر ایک قسم کے مسلمان موجود ہوں گے جرمن بھی ہوں گے افریقن بھی ہوں گے امریکن بھی یہاں بستے ہیں، یہاں یورپ کے مختلف لوگ ہیں، مسلمان ممالک سے آئے ہوئے مختلف لوگ ہیں، مشرق بعید کے مختلف لوگ ہیں، سیلونی ہیں اور بنگلہ دیشی ہیں، چینی، جاپانی سب قسم کے لوگ آج آپ کو جرمنی میں دکھائی دیتے ہیں توحید میں ان کو پرو دیں، ایک بنا دیں اور پھر یہ سارے اپنے اپنے دائرے میں توحید کے علم بردار بن کر لوگوں کو آواز دیں اور اس طرف بلائیں جس طرف آنحضرت ﷺ نے بنی نوع انسان کو بلایا تھا۔

قُلْ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اے محمدؐ! تجھے اب یہ حق ہے تو میرا ہو چکا ہے تو ایک ہو گیا ہے میری ذات میں کھویا گیا ہے اس لئے تجھے میں مقرر کرتا ہوں کہ تمام دنیا میں اعلان کر کہ آؤ کیونکہ میری طرف آنا اس خدا کی طرف آنا ہے۔ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جس کے پاس آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔

پس کوشش یہ کریں کہ جو صدی کا سال ہے اس سال میں آپ سب مل کر کم سے کم ایک لاکھ احمدی پورا کریں اور یورپ میں اس پہلو سے آپ پہلا ملک ہوں گے جس نے ایک سال میں خدا تعالیٰ کے مختلف قوموں سے، زبانوں سے تعلق رکھنے والوں کو ایک ہاتھ پر باندھا ہے اور آپ کے لئے ممکن ہے یہ۔ جو آثار مجھے دکھائی دے رہے ہیں ہرگز ناممکن نہیں بلکہ بعید نہیں کہ اس سے بھی بہت زیادہ اللہ آپ کو عطا فرمائے۔ **پس ایک تو توحید کا یہ جلوہ دکھائیں دوسرا مسجدوں کی تعمیر کی طرف توجہ دیں** کیونکہ مسجدوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن: 19) کہ مسجدیں بناؤ گے تو یہ پیغام بھی عام ہوگا یہ وہ گھر ہے جہاں خدا کے سوا کسی کو نہیں بلایا جا رہا اس کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے جس کی عبادت کی طرف بلایا جاتا ہو۔

پس اس پہلو سے میں نے سو مساجد کا اعلان کیا تھا کہ آپ کوشش کریں آپ کو اس صدی

کے آخر تک سو مساجد بنانے کی توفیق عطا ہو۔ اس ضمن میں میں ابھی پھر واپس اس بات کی طرف آتا ہوں کہ اس سے پہلے میں آپ کو ایک غم کی خبر بھی سنانا چاہتا ہوں اور اس میں ایک خوشی کی یعنی بشریٰ کی خبر بھی موجود ہے۔ ہماری وہ والدہ جو اس وقت حضرت مصلح موعودؓ کی بیگمات میں سے دو زندہ تھیں جن میں سے ایک وہ آپا بشریٰ یا سیدہ مہر آپا ہیں کل ان کے وصال کی خبر آئی ہے۔ وہ میرے ماموں عزیز اللہ شاہ صاحب کی صاحبزادی تھیں اور غالباً جہلم میں یا مجھے اب یاد نہیں مگر اتنا مجھے پتا ہے کہ 1919ء اپریل میں آپ پیدا ہوئیں اور میری والدہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی بعض خوش خبریوں کے نتیجے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ہم بچوں کی خاطر ان سے شادی کی یعنی میں اور میری تین بہنیں تھیں اور حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش تھی کہ اپنے خاندان کا ہی یعنی میری امی کے خاندان کا ہی کوئی شخص ہماری نگہداشت کرے۔

چونکہ ان کے متعلق ڈاکٹروں کا یہ فیصلہ تھا کہ ایک بیماری کی وجہ سے ان کے بچہ نہیں ہوسکتا اس لئے حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بھی سوچا کہ ایک ایسی ماں ان کو ملے گی جس کے پاس اپنے الگ بچے نہیں ہوں گے مجبوراً وہ انہی سے پیار کرے گی اور اسی وجہ سے آپ کا نام مہر آپا رکھا گیا جس کا آپ کی ایک رؤیا یا الہام سے تعلق تھا کہ ایسی آپا جو مہر بن جائے۔ اب مہر امی نہیں فرمایا، مہر آپا اور واقعۃً ہم سب کا تعلق آپ سے آپا ہی کی ایک قسم کا تھا مگر مہر والا تعلق کم سے کم میں اپنی ذات میں ضرور کہہ سکتا ہوں کہ میرا ان سے تعلق ہمیشہ مہر کا رہا یعنی محبت اور پیار کا تعلق۔ بہر حال آخری عمر میں ان کو بعض ایسی تکلیفیں لاحق تھیں جن کے نتیجے میں یہ زندگی اجیرن ہوگئی تھی اس لئے ان کا جانا ان کے لئے رحمت تھا اور ان کے لئے بھی جو اس تکلیف کو دیکھتے اور تکلیف کو محسوس کرتے تھے بہر حال آپ نے جانا تھا 78 سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو واپس بلایا۔

ان کے متعلق آج جو میں اعلان کر رہا ہوں اس کا اس مضمون سے تعلق ہے جو میں ابھی آپ کے سامنے بیان کر چکا ہوں۔ سیدہ مہر آپا مختلف وقتوں میں مختلف وصیتیں کرتی رہیں کیونکہ اپنی کوئی اولاد نہیں تھی اس لئے ان کی نظر اپنے بھائیوں پر، بہنوں پر اور ان بچوں پر پڑتی رہی جو ان کے گھر میں پلتے تھے۔ اپنی جائیداد کا سارا انتظام انہوں نے میرے سپرد کر دیا تھا اور اس بارے میں کامل یقین تھا یعنی خلافت سے بہت پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ مجھ پر، میری ذات پر کامل یقین تھا اور یہ شرط تھی کہ

میں ان کو حساب پیش کرنے کا پابند نہیں ہوں گا۔ان کو یقین تھا، رہے گا کہ میں جو بھی کروں گا درست کروں گا اور ان کی جائیداد کو ایسے سنبھالوں گا کہ بفضلہ تعالیٰ باقیوں سے بہتر ہوگی، کم تر نہیں ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی توفیق عطا فرمائی اور انہوں نے ایک وصیت لکھی جو بہت پہلے کی بات ہے، ملک سیف الرحمٰن صاحب اس وقت زندہ تھے، اس وصیت میں انہوں نے یہ لکھا کہ میں اپنی جائیداد کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنا چاہتی ہوں۔ایک حصہ جماعت احمدیہ کے لئے ہوگا، ایک حصہ مرزا طاہر احمد کے لئے ہوگا، تین حصے میرے تین بھائیوں کے لئے ہوں گے اور بہن آپا ناصرہ جو تھیں ان سے وہ اجازت لے چکی تھیں کہ وہ از خود خوشی کے ساتھ اس وصیت کو قبول کرتی ہیں۔میں نے ان کو سمجھایا اور مختلف حوالے دے کر آخر رضامند کر لیا کہ آپ میرا حصہ بیچ میں سے نکال دیں جہاں تک بھائیوں کا تعلق ہے آپ کی مرضی ہے رکھیں، مرضی ہے نہ رکھیں۔چنانچہ انہوں نے میری یہ بات منظور فرمالی اور میرا پانچواں حصہ نکال لیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد دو بڑے بھائی ان کے، یعنی اپنے سے چھوٹے تھے مگر ایک بڑا بھائی اور ایک سب سے چھوٹا بھائی یہ دونوں فوت ہو گئے۔اس وقت پھر ان کے دل میں از خود خیال آیا کہ کیوں نہ میں سب کچھ جماعت کے لئے چھوڑ دوں اور بھائیوں کے لئے یا بہنوں کے لئے کچھ نہ رکھوں۔انہوں نے مجھے پھر خط لکھا کہ میری اب یہ خواہش ہو رہی ہے۔میں نے کہا دیکھیں شریعت کو آپ نظر انداز نہیں کر سکتیں۔جو چاہیں کریں، جو اللہ تعالیٰ نے شریعت کا حق عطا فرمایا ہے اس کو آپ نہیں لے سکتیں۔اس لئے میں تب آپ کی بات مانوں گا اگر آپ اپنے بھائی سے لکھوائیں اور اپنی بہن سے لکھوائیں کہ ہم بقائمی ہوش وحواس پوری طرح اپنے حقوق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم حضرت مہر آپا کی جائیداد میں سے نہ اب نہ آئندہ کسی چیز کے بھی نہ خواہشمند ہیں، نہ دعویدار ہیں اور ان کو ہماری طرف سے بخوشی اجازت ہے کہ وہ سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دیں۔چنانچہ اس پر انہوں نے پھر مجھے خوشی سے زبانی بھی بتایا اور لکھا بھی کہ اب میں یہ ساری جائیداد آپ کے سپرد کرتی ہوں ان شرطوں کے ساتھ۔نمبر ایک، جب تک آپ کو توفیق ہے آپ ہی انتظام رکھیں۔میرے بھائیوں میں سے یا بہنوں میں سے، خاص طور پر بھائی کے متعلق فرمایا کہ اگر اس کی کوئی ضرورت ہو تو آپ کو حق ہے کہ اس جائیداد میں سے جو میں جماعت کے سپرد کر رہی ہوں ان کو دیدیں اور میری ضرورتیں جب تک میں زندہ ہوں اسے پوری کر دیں۔اس کے سوا مجھے

اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی کہ میری طرف سے آپ کو اختیار ہے کہ اپنی ضرورت پڑے اور کوئی قرض لینا ہو میرے حساب میں سے تو مجھے لکھنے کی، اجازت لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں، آپ پر مجھے کامل اعتماد ہے جو چاہیں لیں جب چاہیں واپس کریں۔ اس حیثیت سے میں نے ان کی جائیداد کا انتظام سنبھال لیا اور وفات کے وقت تک جو بھی ان کی وصیت کا حساب تھا یعنی اس کے علاوہ جو وصیت تھی صدر انجمن کے حق میں وہ دیدی گئی ہے۔ اب جو بقیہ جائیداد ہے وہ انہی شرطوں کے ساتھ میرے قبضہ میں یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے امین بنایا ہے، میرے سپرد ہے۔ چونکہ انہوں نے مجھے اجازت دی تھی کہ اپنی ضرورتوں کے لئے قرض لے لیا کروں، میں نے اس میں سے کبھی قرض لئے، واپس کردیئے، پھر لئے۔ آج صبح فون کے ذریعہ، یعنی کل میں نے پیغام دیا تھا، آج صبح فون کے ذریعہ اب مجھے یہ تسلی بخش پیغام مل گیا ہے کہ جو بھی قرضہ میں نے ان سے لیا تھا وہ پائی پائی ادا ہو چکا ہے اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ اس لئے جو کچھ ان کے پاس باقی ہے اس کی دو شکلیں ہیں۔ ایک میں وقتاً فوقتاً کچھ یورپ منتقل کرواتا رہا اور کچھ جائیداد کی صورت میں پاکستان میں ہی ہے جس میں سے آمد ہوگی۔

چونکہ یہ توحید کا اعلان جس کا میں ذکر کررہا ہوں اس کا مساجد کی تعمیر سے بھی تعلق ہے۔ اس لئے سیدہ مہر آپا کی وفات کی اطلاع چونکہ مجھے جرمنی میں ملی ہے اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کی طرف سے جو روپیہ یہاں موجود ہے اس میں سے اور کچھ باہر سے منگوا کر تین لاکھ جرمن مارک جماعت احمدیہ جرمنی کے سپرد کردوں گا جس کا مطلب یہ ہے کہ سو مساجد کی جو تحریک ہے اس میں سے ہر سو میں سے تین ہزار ان کی طرف سے ہوگا اور سرِ دست اپنی طرف سے پچاس ہزار مارک پیش کرتا ہوں اور اللہ توفیق دے گا تو انشاء اللہ اس کو بڑھا بھی دوں گا تو آئندہ تین سال میں یہ پورا ہو جائے گا۔ اس لئے جماعت جرمنی کو جو توحید کے نشان کے طور پر مسجدیں بنانا ہے اس کی آج میں سیدہ مہر آپا کی وفات کے ساتھ تحریک کرتا ہوں۔ اس کے لئے الگ انتظام کریں چندوں کا۔ جس کو جتنی توفیق ہے وہ دے اور کوشش کریں کہ اس صدی کے آخر تک، یعنی آخری سال تک جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک سو مساجد جرمنی میں یا بنائی جاچکی ہوں یا ان کے لئے زمینیں لے لی گئی ہوں اور اس پر خواہ جھونپڑا ہی بنانا پڑے ایک جھونپڑا بنا کر اور مینار کا Symbol بنادیں تا کہ ہم یہ کہہ سکتے

ہوں کہ یہاں اللہ کی عبادت ہوتی ہے اور واقعۃً وہاں عبادت ہو۔ جھونپڑے سے مراد یہ ہے کہ چھت تو ہونی چاہئے جس سے بارش اندر نہ آئے یا برف نہ پڑے اندر۔ مگر یاد رکھیں کہ آنحضرت ﷺ کی جو مسجد تھی اس مسجد کا یہ حال تھا کہ بعض دفعہ بارش ہوتی تھی تو چھت میں سے پانی ہی نہیں بلکہ کیچڑ بھی اترا کرتا تھا اور نیچے مسجد کچی ہونے کی وجہ سے سجدہ کرتے وقت لوگوں کی پیشانیوں پر کیچڑ لگ جایا کرتا تھا۔ مگر اسی حالت میں وہ مسجد تھی جو دنیا کی سب مساجد میں سب سے اوپر کی ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی مسجد۔ تو اس طرح آغاز کریں یعنی اس رسولؐ کی سنت پر چلتے ہوئے آغاز کریں جس رسولؐ کی سنت پر آپ نے دنیا کو اکٹھے کرنا ہے اور جس کی سنت پر چلتے ہوئے آپ نے اللہ کے گھر بنانے ہیں صرف اللہ کی خاطر۔

پس خدا کرے کہ آپ کو یہ توفیق ملے کہ صدی کے آخر پر ہم یہ اعلان کرسکیں کہ جماعت جرمنی کو توحید کے دو تقاضے پورے کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ایک یہ کہ ایک لاکھ احمدی یورپ میں توحید کے علمبردار اس آخری سال میں ہم نے بنائے ہیں اور ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کے نام پر اسی کی خاطر سو مساجد کی ہم نے تعمیر کر دی ہے اور اس میں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے سیدہ بشریٰ بیگم مہر آپا کا ایک مستقل حصہ ہوگا۔ گویا ہر مسجد میں ان کی طرف سے کچھ نہ کچھ ہوگا اور میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔ تو اللہ کرے کہ ہمیں یہ توفیق عطا ہو۔

آپ میں سے بہت سے ہیں میں جانتا ہوں جن میں غریب بھی ہیں، امیر بھی ہیں مگر جماعت جرمنی میں جو مالی قربانی کی روح پیدا ہو چکی ہے وہ عظیم الشان ہے اور اس قربانی کی روح کے ساتھ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ اپنی توفیق سے بڑھ کر وعدے نہ کریں۔ یاد رکھیں کہ توفیق سے بڑھ کر وعدہ کرنا مومن کو زیب نہیں دیتا لیکن توفیق بڑھنے کی دعائیں کرتے رہیں۔ اتنا وعدہ کریں جس کی توفیق ہو اس کو پورا کریں اور پھر اور توفیق بڑھنے کی دعا کریں۔ پھر اللہ اور عطا کرے گا اور یہ میرا تجربہ ہے زندگی کا کہ ہمیشہ اسی طرح ہوتا ہے۔ اپنی توفیق کے مطابق دیانتداری سے، اخلاص کے ساتھ اپنا حساب کرتے ہوئے، یہ دیکھتے ہوئے کہ کہاں سے رقم لینی ہے پھر وعدہ کریں تا کہ وعدہ جو ہے محض فرضی وعدہ نہ ہو۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ فرضی وعدہ کرلو اور ہاتھ پلّے کچھ ہوتا نہیں لاکھ لاکھ، دس دس لاکھ کے وعدے کر بیٹھتے ہیں اور پہلے

پورے نہیں ہوتے تو اگلے پھر کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ میں نے جماعت کو، یعنی نظام جماعت کو یہ نصیحت کی ہے کہ آئندہ سے ایسے لوگوں کا کوئی وعدہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کھیل نہیں کی جاسکتی۔ اخلاص کی بھی کھیل نہیں کی جاسکتی۔ جو کچھ خدا کے حضور پیش کرنا ہے وہ کریں جو کرنا ہے اور اگر زیادہ ہے تو جب توفیق ہوگی اس وقت زیادہ بھی دیدیں مگر جو وعدہ کیا ہے اس سے کم نہیں ہونے دینا۔ سوائے ایسے اتفاقی حادثات کے جس میں انسان مجبور ہو جاتا ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ ایسے لوگوں کے کیا حالات ہیں۔

پس آپ سب کو میری عمومی نصیحت یہی ہے اور باقی دنیا کو بھی میں آپ کے حوالے سے یہ نصیحت کر رہا ہوں کہ ہم اللہ کی قوم ہیں۔ توحید کے غلام ہیں۔ ہم نے جو سوسالہ جشن منانا ہے وہ دنیا کی طرح تو نہیں منانا کہ بینڈ باجوں کے ساتھ اور آتش بازیوں کے ساتھ ایک صدی کے ختم ہونے اور دوسری کے شروع ہونے کا اعلان کر رہے ہوں۔ ہم تو توحید کے پجاری ہیں۔ ایک صدی سے سر جھکاتے ہوئے خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اگلی صدی میں داخل ہوں گے۔ ان سب کامیابیوں پر سر جھکاتے ہوئے جو بظاہر ہمیں نصیب ہوں گی مگر اللہ کے فضل سے ہمیں عطا ہوں گی، ہماری کوشش کا کوئی اس میں فی الحقیقت معنی نہیں ہوگا کیونکہ ہماری کوششیں بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہیں۔

پس جس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے وقت مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ اے عالمگیر جماعت غور سے سن لو کہ ہم نے اس طرح یہ صدی منانی ہے، اس طرح اس صدی میں داخل ہونا ہے۔ فتح مکہ جو تمام فتوحات کی ماں تھی آنحضرت ﷺ اس حال میں داخل ہوئے کہ روتے روتے آپؐ کا سر کجاوے سے لگ گیا۔ کجاوے پر سجدہ کر کے آنسو بہا رہے ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا فاتح اس طرح سب سے عظیم فتح منا رہا تھا کہ خدا کے حضور اس کی روح بھی سجدہ ریز تھی، آپؐ کی جان، آپؐ کی زبان، آپؐ کا کلام، آپؐ کا سر سب کچھ خدا کے حضور سجدہ کر رہا تھا۔ ایسے آنسوؤں کے ساتھ اس طرح سر جھکاتے ہوئے آپ نے داخل ہونا ہے کہ ساری دنیا کو عظیم فتوحات دکھائی دے رہی ہوں۔ جماعت احمدیہ نے بار ہا جگہ جگہ جس طرح خدا تعالیٰ کے حضور مؤحدوں کی جماعتیں پیدا کر دیں، کثرت کے ساتھ دنیا کی ہر قوم میں سے، دنیا کے ہر رنگ میں سے اور ہر زبان میں سے ہمیں اگلی صدی سے پہلے ایسی قومیں تیار کرنی ہیں جو مؤحدین کی قومیں ہوں گی، جو توحید باری تعالیٰ کے سوا

کسی اور کے سامنے سر نہ جھکائیں گی، دنیا کی نظر میں ایک عظیم الشان کارنامہ ہوگا۔ اتنی مساجد بنائیں گے کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو مل کر بھی اس دور میں اتنی مساجد کی توفیق نہ ملی ہو اور داخل اس طرح ہوں گے جس طرح ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے وقت داخل ہوئے تھے اور یہی توحید کا سب سے اعلیٰ اور خوبصورت منظر ہے کہ سر جھکاتے ہوئے، روتے ہوئے، خدا کے حضور یہ اقرار کرتے ہوئے کہ اے ہمارے رب! ہم میں تو کچھ بھی نہیں ہے، جو کچھ ہے تیری توفیق ہی سے عطا ہوا ہے۔ یہ ہماری صدی کا جشن ہے جو ہم نے منانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پس سیدہ مہر آپا کے وصال نے ایک نئی بات بھی آپ کے اندر پیدا کر دی ہے جماعت جرمنی میں۔ یہ سارے خیالات میرے دل میں اس وصال کے ساتھ ہی اٹھنے شروع ہوئے اور اس طرح پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وفات کو زندہ کرنے کی توفیق بخشے۔ جو بھی ہم میں سے مرے صفاتِ باری تعالیٰ کو پیچھے روایات کی صورت میں زندہ چھوڑتا چلا جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب میں اس کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور خدام الاحمدیہ کے جو باقی پروگرام اور انتظامات ہیں اب وہ خطبہ کے بعد شروع ہو جائیں گے اور آپ کو علم ہے کہ وہ کیا ہیں۔